رجسٹرڈ نمبر ال ۲۰۳۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حب وطن از ملک سلیمان خوشتر — خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر
یوسف کہ بمصر پادشاہی می کرد — می گفت گدا بودن کنعان خوشتر

کاکوری اخبار

پندرہ روزہ

جلد ۴ | کاکوری ۔ شنبہ ۱۶ اپریل ۱۹۳۸ء مطابق ۱۴ صفر ۱۳۵۷ھ | نمبر ۲۴

ادبیات

(از منشی نورالدین صاحب کیفی مرحوم، کاکوروی)

(۲۰ اگست ۱۹۰۸ء کے ایک مشاعرہ میں بمقام کاکوری پڑھی گئی، طرحی مصرعہ تھا،
"اسطرح گل کھلے ہیں اس لالہ زار میں")

جوش شباب کی ہے تڑپ حسن یار میں — جلوہ ہے آفتاب کا نصف النہار میں
در پردہ ہو رہی چمن آرا بہار میں — خندہ گلوں میں ہو رہی نالہ ہزار میں
گلچیں نے پھول توڑ کے گوندھے ہیں ہار میں — بلبل کو ہائے لوٹ لیا اس بہار میں
آئیں جو جھوم جھوم کے گلشن میں بدلیاں — رندوں کی توبہ اُڑ گئی باد بہار میں
پھولے نہیں سماتے ہیں کیوں عاشقوں کے دل — کلیاں سمجھ کے گوندھ لے کس نے ہار میں
اس ضبط کا برا ہو کہ آہیں ہیں مضطرب — نالے تڑپ رہے ہیں دل بیقرار میں
دیکھو نگاہ مست کی شیریں ادائیاں — شکر ہی گھول دی ہے لب خوشگوار میں
کیفی ہی سے آبلہ پائی کی آرزو
دو دو ہزار آبلہ ہوا ایک خار میں

۴ کیونکہ غریب اگر بردبار و حلیم ہے تو یہ اُسکی فطرت ثانیہ ہے۔ اسیطرح تعلیم مساوات پر اُمرا کو عمل کرنا لازمی و ضروری ہے۔ غریب تو مجبوراً یا عادتاً اس تعلیم پر دانستہ یا نادانستہ عمل کرتے ہی ہیں۔

زرّیں اقوال

(۱) یہ تو ہر شخص جانتا ہے کہ دنیا اور اُسکی تمام چیزیں فانی ہیں۔ اور یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ ایک مقررہ وقت کے بعد ہر شخص کو فنا ہو جانا ہے۔ ایسی صورت میں عقلمند صرف وہ شخص کہا جا سکتا ہے جو دنیا سے صرف بقدر ضرورت تعلق رکھے اور صبر و قناعت کو اختیار کرکے دنیا کے لالچ میں پڑنے سے محفوظ رہے تاکہ اُسکی چند روزہ زندگی آرام و اطمینان سے گذرے اور اس دنیا کو چھوڑتے وقت اُسکا دل مطمئن اور روح خوش رہے۔ ایسا شخص موت سے بے خوف رہتا ہے اور ہر حال میں معبود حقیقی کا شکر ادا کرتا رہتا ہے۔

(۲) مصیبت و آلام ہمیشہ نہیں رہتے۔ خزاں کے بعد بہار کا آنا لازمی ہے فطرت کا اصول ہی یہ ہے ؎

بیک ساعت بیک لحظہ بیکدم — دگرگوں میشود احوال عالم

پھر ہم مصیبت کے دن صبر و استقلال کے ساتھ کیوں نہ گذاریں اور راحت و مسرت کی اُمید سے اپنے دل کو تسکین کیوں نہ دیں۔ عقل یہی بتاتی ہے کہ انسان کو ہر حال میں راضی برضائے الٰہی رہنا چاہیے اور جو شخص اسپر عمل کرتا ہے وہ کبھی پریشان نہیں ہوتا۔

(۳) حلم و بردباری اور خوش خلقی بڑے آدمیوں کیلیے مناسب ہے ۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کاکوری اخبار

جلد ۴ | کاکوری، شنبہ ۱۶ اپریل ۱۹۳۸ء | نمبر ۲۴

تنظیم واتحاد کی ضرورت

حضور سرور دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے نجد کے دشمنوں کی طرف چند سوار روانہ کئے وہ شہر یمامہ کے حاکم ثمامہ بن اثال کو گرفتار کرکے لے آئے اور اسکو مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھ دیا۔ حضور اُسکے پاس آئے اور دریافت کیا کہ ثمامہ کیا حال ہے؟ اُس نے جواباً عرض کیا کہ اچھا حال ہے اور کہا کہ "اگر تم نے مجھ کو قتل کیا تو میری قوم تم سے بدلہ لیگی، اگر مجھ پر احسان کرکے چھوڑ دوگے تو عمر بھر شاکر رہونگا اور اگر مال کی خواہش ہے تو جتنا مال آپ چاہیں پیش کرنے کو تیار ہوں"۔ یہ سُنکر حضورؐ واپس تشریف لائے۔ دوسرے روز پھر ثمامہ کے پاس گئے اور یہی گفتگو ہوئی۔ آپ اسکے متعلق کوئی فیصلہ کئے بغیر واپس تشریف لائے، تیسرے دن پھر گئے تو اُسنے وہی کہا جو پہلے دن کہا تھا۔ حضور سرور دو عالمؐ نے حکم دیا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو ثمامہ رہا ہوتے ہی قریب کے باغ میں گیا، غسل کرکے مسجد نبوی میں واپس آیا اور بلند آواز سے کلمۂ شہادت اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ پڑھا اور عرض کیا کہ حضور کل تک میرے نزدیک روئے زمین پر آپ سے زیادہ بدترین شخص کوئی نہ تھا لیکن آج میرے نزدیک تمام عالم میں آپ سے افضل ترین انسان میری نظر میں محبوب نہیں۔ خدا کی قسم کل تک میں دین اسلام کو روئے زمین کے کل مذہبوں سے بدتر سمجھتا تھا لیکن آج آپ ہی کا دین اسلام میرے نزدیک تمام دنیا میں سب سے اچھا و ارفع مذہب ہے۔ کل تک یہی شہر مدینہ سب سے بڑی جگہ میری نظر میں تھی اور آج اس شہر سے بہتر میرے نزدیک کوئی جگہ نہیں ہے۔ اور عرض کیا کہ حضور میں عمرہ کرنے مکہ جا رہا تھا راستہ میں آپ کی فوج نے قید کر لیا اب کیا ارشاد ہے؟ حضور نے اولاً اسکو اسلام قبول کرنے پر مبارکباد دی پھر حکم دیا کہ تم بدستور اپنا عمرہ کرنے مکہ جاؤ۔ جسوقت حضرت ثمامہؓ نے سرزمین حرم میں قدم رکھا تو ایک کافر نے کہا کہ تم بے دین ہوگئے؟ اُنھوں نے جواب دیا کہ بے دین تو نہیں ہوا البتہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا دین اسلام قبول کر لیا ہے۔ سنے اہالیان مکہ کان کھول کر سن لو جبتک حضورؐ کی اجازت نہوگی آج کے بعد شہر یمامہ سے گندم کا ایک دانہ بھی تمہارے پاس نہ آسکے گا۔

مذکورہ الصدر واقعہ اخلاق رسولؐ کا ایک ادنیٰ اشارہ ہے ہمارے اہل وطن غور کریں اور سوچیں کہ ہم کیا سبق اس سے حاصل کرسکتے ہیں۔

اب ہم اپنے عزیزوں، بھائیوں اور دوستوں سے یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ باہمی افتراق، رنجشوں، نا اتفاقیوں کو چھوڑ کر خصوصاً ذاتیات کے جھگڑوں کو الگ کرکے زمانہ کا رنگ دیکھیں کہ دنیا کس طرف جارہی ہے اور ہوا کا رُخ کیا ہے اپنے اخلاق و طرز عمل سے دشمن کو بھی دوست بنانے کی کوشش کرو نہ کہ اپنوں سے بھی الگ تھلگ رہنے کا وطیرہ اختیار کیا جائے جو ہمارے جماعتی نظام کو درہم برہم کر رہا ہے۔ اور ہم غیروں کی نظروں میں سُبک ہو رہے ہیں۔

وہ نعمت عظمےٰ جو دین اسلام میں آکر حاصل کی تھی، وہ رحمت تامہ جو آغوش اسلام میں حاصل ہوئی تھی اور جو ہمارے اسلاف کا اصول تھا اور جسکا ذکر خدائے قدوس ان شاندار الفاظ میں فرماتا ہے کہ وہ وقت تو یاد کرو جبکہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسے۔ خداوند کریم نے تمہارے قلوب کو دوستی و محبت کے جذبات سے معمور کر دیا تھا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس کی رحمت کاملہ اور نعمت عظمےٰ کی وجہ سے تم آپس میں بھائی بھائی ہوگئے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا مجلسی نظام درہم برہم ہے۔ افراد غیر منظم ہیں، قومی شیرازہ منتشر ہے ہمارے ہمسایہ ہماری کمزوریوں سے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ کیا ہمارے بزرگان وطن موجودہ پستی کا احساس کریں گے اور ذاتی شکوہ و شکایات کو بالائے طاق رکھکر مفاد قومی و وطنی کا لحاظ کرتے ہوئے ایک مرکز پر مجتمع ہوکر "انتم الاعلون" کا منظرہ پھر ایکبار عالم کو دکھا دینگے۔ سب سے زیادہ ہمارے وطن کے اوسط و ادنیٰ درجہ کے لوگونکو سنبھالنے اور ایک مرکز پر لانے کی ضرورت ہے جسکے لئے ضروری ہے کہ بلا لحاظ درجہ بندی سب ملکر کام کرنا چاہیے

یہ وقت ذاتی عناد کا نہیں بلکہ اتفاق و اتحاد اور مل جلکر کام کرنے کا ہے۔ آمین یا رب العالمین۔

نقوش

شاندار محفل میلاد :- جامع مسجد واقع کٹرہ بازار میں ۱۰ر اپریل سنہ کو بوقت ۸ بجے شب بعد نماز عشا محفل میلاد حضور سرور دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم منعقد ہوئی۔ جناب مولانا حافظ شاہ اکرام علی صاحب نے اپنے خوش اسلوب طرز بیان میں آنحضرت صلعم کے فضائل مبارکہ دو ڈھائی گھنٹے بیان فرماتے ہوئے بہت سادی سادی مثالوں سے حضور کے اسوۂ حسنہ پر روشنی ڈالی اور چھوٹے چھوٹے واقعات و تمثیلات سے حاضرین کو نماز کے پابند ہونے کی تلقین کی جو سب سے بڑی غایت اس اجتماع کی بیان کی جاتی ہے۔ بانیان جلسہ قابل صد مبارکباد ہیں کہ انکی جدوجہد سے اتنا بڑا اجتماع ہوا اور بڑی خوشی یہ ہی کہ قصبہ کے تمام معززین جو وطن میں موجود تھے شریک محفل تھے اور عوام کے ساتھ اُن کی تحریکات میں عملی حصہ لینے کے وعدہ کا ثبوت اپنے طرز عمل سے دے رہے تھے۔ شاہ صاحب کے دلچسپ مفید بیان کا اثر مجمع پر خاصا معلوم ہوتا تھا۔ بیان کے بعد عزیزی محب الرحمن سلمہ نے شہنشاہ نعت حضرت محسنؒ کی ایک مناجات نہایت خوش الحانی اور پر درد آواز میں پڑھی جس نے تمام حاضرین کو مسحور کر دیا۔ آخر میں قاضی افتخار علی خاں صاحب عباسی بی۔ اے نے مختصر تقریر میں حاضرین سے جناب حافظ شاہ اکرام علی صاحب کی مفید باتوں پر عمل پیرا ہونے مسجدوں میں نماز باجماعت ادا کرنے اور لہو و لعب کو ترک کرنے کی استدعا کی اور جو مسجدیں غیر آباد ہیں اُنکو آباد کرنے کیلئے کوشش کرنیکی اپیل کی۔ مجمع پانچ چھ سو نفوس پر مشتمل تھا۔ ساڑھے دس بجے شب کے بعد یہ مفید و مبارک محفل ختم ہوئی اور حاضرین کو تبرک تقسیم کیا گیا۔ دوران مجلس میں حاضرین کے کلیجے برف کے پانی سے ٹھنڈے کیے گئے۔

قابل توجہ افسران پولیس :- ہم نے متعدد بار قصبہ میں متعینہ پولیس کی اصلاح کے جانب افسران متعلقہ کو توجہ دلائی اور پبلک کی بعض شکایات کی صراحت بھی کی تھی لیکن افسوس ہے کہ اسوقت تک بظاہر ان شکایات کو رفع نہیں کیا گیا۔ ہمارے پاس مقامی پولیس کے ناواجب طرز عمل کی اطلاعات آ رہی ہیں۔ ہم صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس لکھنؤ

ہندوستانی تہذیب اور عورت

غلامی بُری بلا ہے خواہ اپنے نفس کی ہو یا دوسرے کی۔ یہ امر یقینی ہے کہ غلاموں کے کیرکٹر میں اعتماد علے النفس کا جوہر نہیں ہوتا آپ دنیا میں کوئی قوم ایسی نہ پائیں گے جس کے افراد کی اکثریت میں اعتماد علے النفس کا جذبہ موجود ہو اور صفحۂ ہستی پر نمایاں حیثیت نہ رکھتی ہو برخلاف اسکے ہر وہ قوم جو اس صفت سے محروم ہے نہ صرف اپنی سیاسی زندگی کی آخری سانسیں پوری کر رہی ہے بلکہ اسکے بقائے نسلی کے اختتام کا بھی وقت قریب ہے۔ ایسی قوم کے افراد نہ تو اپنی تہذیب قدیمہ سے واقف اور نہ اُسکے اصولوں پر کاربند ہوتے ہیں اکثر یہ انحطاط کا پیش خیمہ ہوتا ہے اور کبھی کبھی خمیازہ۔

ایسے افراد کو نہ تو اپنی کوئی بات اچھی معلوم ہوتی ہے اور نہ اُن کو نئی روشنی کے سوائے کوئی دوسری چیز خوشنما نظر آتی ہے نئی روشنی اسی وقت تہذیب و ترقی میں معین و مددگار ہو سکتی ہے جب اُس سے مشعل ہدایت کا کام لیا جائے مگر جب وہ سامنے سے آتی ہوئی سرچ لائٹ کی طرح نظر کو خیرہ کرے تو اُس سے صرف وہی مستفید ہو سکتا ہے جسکی آنکھیں اسکے نظارہ کی متحمل ہو سکیں۔

بدقسمتی سے ہندوستان مغربی تہذیب کی "سرچ لائٹ" کی تیز شعاعوں کی زد میں ہے اور ہم حیرت زدہ نگاہوں سے صرف اس شعلہ پر تنویر کی تیزی کی داد دے سکتے ہیں اور بس۔ مگر بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں جو اس کے شیدائی نہیں ہو سکتے ہیں اور اس میں وہ حق بجانب بھی ہیں۔

تہذیب قدیم کی حیثیت ایک معمہ کی سی ہے۔ اس کی تحقیق میں زیادہ تر وہی لوگ سرگرم ہوتے ہیں جنہیں اس سے کوئی سابقہ نہیں ہوتا۔ اس سلسلہ میں وہ اپنے کو نہایت خوش نصیب سمجھتے ہیں جب اُن کو کسی موافق مسئلے پر فخر و مباہات یا مخالف رائے پر تنقید و للکار کا موقع ملتا ہے۔ مگر وہ خود کرنا نہیں چاہتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اس سے اُن کو کوئی واسطہ ہی نہیں ہے۔

ہمارے ملک کی قدیم تہذیب جس کی بنیاد اسقدر عاقلانہ تھی

اب ایک حسن حصین کے پُر وحشت ویرسنے سے کم نہیں رہگئی ہے دیکھئے وہ وقت بھی آتا ہے یا نہیں کہ اہل وطن کے تہذیب قدیم کی اصلی فضیلت سے واقفیت حاصل کرنے کی کوشش کر سکیں۔ واقعہ تو یہ ہے کہ خفتہ بختوں کو جگانا کور چشموں کو سمجھانا اور بہروں کو سُنانا ممکن نہیں خواہ آفتاب کسی قدر بلند منظر کتنا ہی دلکش اور نغمہ کتنا ہی روح پرور ہو۔

ماہرین نفسیات کی تحقیقات جدیدہ کو جب ہم اپنی پرانی تہذیب کے اصولوں سے مطالعہ کرتے ہیں تو دل پر ایک عجیب کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اللہ اللہ کیسے لوگ تھے جنھوں نے یہ اصول بنائے تھے جو آجتک اپنی صداقت کے لحاظ سے جوہر آبدار ہیں۔ شاید کوئی یوروپین اور ان کی طرز معاشرت سے واقف شخص وفاداری اور زن و شو کی محبت باہمی کی اہمیت کو جگہ دینے میں تکلف نہ کرے۔ یہ وہ چیز ہے جس پر دنیا کی اصلی ترقی و بہبودی کا دار و مدار ہے۔

انسان کی راحت دنیوی اور نجات اخروی میں اسکا کہانتک دخل ہے؟ اس سوال کا جواب شادی شدہ انسان کی زندگی سے مل سکتا ہے۔ ایک فرشتہ ادا کی رفاقت کے بغیر ہم اپنے مقصد حیات میں واقعی کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ بہر حال یا تو دنیا میں تقاضائے فطرت کے مطابق زندگی بسر کیجئے یا پہاڑوں پر دھونی رمائیے۔

گھروں کی آبادی۔ خاندان کی بہتری۔ ملکوں کی ترقی اور قوموں کی نجات میں اسکا بالواسطہ یا بلا واسطہ دخل ہو یا نہو مگر زندگی کو حقیقی زندگی بنانے کیلئے اسکی ضرورت مسلم ہے۔ انسان فطرتاً مجبور ہے کہ ایک مرکز حیات تلاش کرکے تمام احساسات غم و شادی اسی پر قائم کرے۔ تکمیل انسانیت کی یہ وہ منزل ہے جس میں قدم رکھنے کی تاب نہ لاکر رشیوں نے پہاڑ و صحرا آباد کئے ہیں۔ میں راہبانہ زندگی کی مذمت نہیں کرتا بلکہ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ فطرت انسانی کی تمنا یہ ہے کہ ہم مل جلکر رہیں اور ایک دوسرے کے معین و مددگار رہیں اس حالت میں خدا کی یاد جسقدر دشوار ہے ظاہر ہے۔ غالباً رہبانیت اسی کا نتیجہ ہے۔ مگر جب رفیق حیات باسلیقہ اور رنج و راحت کی شریک ہو تو آدمی کے سبھی کام بن جاتے ہیں (اسلام نے اسی امر کو نہایت وضاحت کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کیا ہے) (ڈاکٹر ملک)

یوں بھی وفاداری اور محبت باہمی بقائے نسل اور ترقی افراد کیلئے لابدی چیزیں ہیں۔ عورتوں کی فلاح و بہبود کیلئے عقلا و فضلا ابتدائے آفرینش سے طرح طرح کی کوششیں کرتے رہے ہیں اور نہ معلوم کتنے ہمدردان بنی نوع انسان کی عمریں اسی میں گذر گئیں۔

(باقی آئندہ)

(بقیہ صفحہ ۱۰ کالم ۲)

بصدارت الحاج مولوی امیر احمد علوی صاحب بی اے انعقاد پذیر ہوا۔ شعرا و سامعین کی تعداد بہت کافی تھی۔ سابقہ مشاعروں کے مقابلہ میں یہ اجتماع ہر لحاظ سے بہت کامیاب ہوا۔ علاوہ کاکوری کے بیرونجات کے شعرا بھی شریک بزم ہوئے تھے۔ آثر ملیح آبادی، عشی شاہجہانپوری، جوہر رحیم آبادی، راحت موہنی، فرحت موہنی قابل ذکر ہیں۔ کاکوری خاص کے حسب ذیل حضرات نے حاضرین کو اپنے جوہر طبع سے محظوظ کیا:۔ تحق، صفا، اظہار، بقا، قدر، نیّر، عاصی، بزمی۔ حقہ، پان اور چاء سے حاضرین کی تواضع کیگئی، مشاعرہ ۱۲ بجے کے قریب نہایت کامیابی سے ختم ہوا۔ اس مشاعرہ کی خصوصیات میں یہ بات خاصکر نوٹ کیگئی کہ صنف نازک کو بھی شعر و شاعری کا ذوق شروع ہوا ہے۔ جنابہ پروین (بریلوی) ہیڈ مسٹرس مسلم گرلز اسکول، کاکوری کی مرسلہ غزل جناب بقا نے اپنی قدرتی خوش الحانی سے پڑھی جو اور سونے پر سہاگہ ثابت ہوئی۔

(۲) محلہ کانستھان کے ٹھاکر دوارہ میں جو جلسہ ۲۰ر مارچ ۳۸ء کو ہوا تھا اسکی کارروائی بابو شیو نرائن صاحب نے ہمکو بغرض اشاعت بھیجی ہے جسکو ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

۵ر مارچ ۳۸ء کو ایک ابتدائی جلسہ بابو شیو نرائن کے مکان پر ہوا تھا جسمیں ہندو مہا سبھا کی شاخ کاکوری میں قائم کیا جانا تجویز ہوا اور عہدہ داران و ممبران ورکنگ کمیٹی کے انتخاب کے بعد، ۲۰ر مارچ کو جلسہ عام منعقد کرنا طے پایا تھا۔ بابو چندر جال سنگھ (صدر) بابو شیو نرائن و پنڈت رام آسرے مصرا (نائبان صدر) بابو ہری سہائے وید (سکریٹری) ٹھاکر ہردیو سنگھ (جوائنٹ سکریٹری) لالہ جگناتھ پرشاد (خزانچی) پنڈت رام آسرے وکیل نے ۲ر اپریل ۳۸ء کو سبھا سے اپنا نام خارج کرا لیا۔

حسب اعلان ۲۰ر مارچ ۳۸ء کو ہندو مہا سبھا کا جلسہ عام بصدارت

بابو چندر بھان سنگھ ٹھاکر دوارہ لالہ مکند لال منعقد ہوا۔ مجمع ... کے قریب افراد پر مشتمل تھا۔ شریمان پنڈت اندر پرشاد صاحب نگم اور جنگی لال چودھری لکھنؤ سے تشریف لائے تھے جنہوں نے ہندو سبھا کی ضرورت و نیز اتفاق و ہمدردی پر پُر اثر تقریریں کیں اور گذشتہ جلسہ کی کارروائی پڑھکر سب کو سنائی گئی۔ جلسہ میں قصبہ کے علاوہ دیہات کے کافی اشخاص نے شرکت کرتے ہوئے دلچسپی لی اور جلسہ کامیاب رہا۔

(۳) محمد رفیع سحر اطلاع دیتے ہیں کہ ۱۰ر اپریل سنہ ء کو چودھری محلہ میں لڑکوں نے ایک بزم مشاعرہ زیر صدارت منشی عبدالکریم سخن منعقد کی مصرعہ طرح تھا "اس شوخ کی نگاہ نے دیوانہ کر دیا" لڑکوں نے طرح و غیر طرح غزلیں پڑھیں، جناب تمار و جناب بقا وغیرہ بھی شریک مشاعرہ تھے۔

(۴) حاجی اعجاز علی صاحب (چاند محل) اپنے موضع ابراہیم پور سے واپس آگئے ہیں معلوم ہوا ہے کہ ابھی بلوہ والا مقدمہ شروع نہیں ہوا ہے سنا ہے کہ تحقیقات غالباً پولیس نے ختم نہیں کی ہے۔

(۵) ہمکو یہ سنکر بڑی مسرت ہوئی ہے کہ قصبہ کے مسلمانوں نے تجارت کی جانب توجہ کی ہے اور ایک دکان دیسی کپڑے کی محلہ باؤلی میں اور بشاں کی قصہ کے میدان میں کھلی ہے ہم کو امید ہے کہ اہل کاکوری ان لوگوں کی ہمت افزائی کرینگے۔

ریاست حیدرآباد کی اطلاع :- (خوشخبری) منشی رضی الحسن علوی صاحب تحصیلدار سرفخاص مبارک، پرسنل اسسٹنٹ تعلقداری پر ترقی یاب ہوئے اور اپنی نئی خدمت کا جائزہ لے کر کام شروع کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ منشی صاحب موصوف کی صحت اب بفضلہ اچھی ہے۔

(بقیہ صفحہ ۴ کالم ۳)

خدائی فوجداروں سے ضرور بالضرور باز پرس کیجئے گا کہ وہ ناحق کیوں ہمیں پریشان کرنے پرتلے ہوئے ہیں ہمکو ہمارے حال پر کیوں نہیں چھوڑ دیتے، کیوں طرح طرح کے تجربات ہمارے ہی کیسہ پر کرتے ہیں اور پھر اُسپے اسکا دعوے کرتے ہیں کہ وہ ہمارے بھی خیرخواہ ہیں انکی تباہی ہوئی تدابیر ہماری خوشیوں اور ہماری تندرستیوں کی ضامن ہیں انپر عمل کرنے سے ہماری عمر میں اضافہ ہوگا، تبلائیے ایسے اضافہ قیدی کو لیکر ہم کیا کرینگے جب ہمکو قلبی و دماغی سکون ہی میسر نہ ہوگا جتنی عمر میں زیادتی ہوئی اتنا ہی گویا قید کی مدت میں اضافہ ہوگیا۔

گمنام خط

(از جناب الف ع، کاکوری)

ایک بار انگریزی فوج کے ایک جنرل نے اپنے سپاہیوں کو جمع کرکے ایک تقریر کی تھی جس میں جنرل نے کہا کہ "گمنام خطوط لکھنا بزدلاپن ہے اور انگریزوں کی شان کے خلاف" افسوس ہے کہ یہ امر سپاہیوں تک محدود نہیں بلکہ بعض اوقات ایسے لوگ اس فعل کے مرتکب ہوتے ہیں کہ جن سے ایسی لغویت کی کبھی امید نہیں کیجاتی۔

کوئی مرد یا عورت جس کو دوسروں کی عزت و خیالات کا پاس ہے ہرگز ایسا قابل اعتراض کام نہ کریگا۔

گمنام خطوط سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ لکھنے والے میں اپنا نام درج کرنے کی جرأت نہیں اور یہ کہ جو کچھ وہ لکھتا ہے اُس کے نتائج کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

گمنام خط جب دوسرے کو ضرر رسانی کی غرض سے لکھا جاتا ہے تو اُس کے لکھنے والے کی مثال اُس شخص کی سی ہے جو ساون کی اندھیری راتوں میں بزدلی سے کسی پر حملہ کرتا ہے۔ ایسا خط اگر اچھے ارادہ سے بھی لکھا جاتا ہے تو پریشانی پیدا ہو جاتی ہے اور ضرر رساں شکوک پیدا ہوتے ہیں۔

مضمون خط سے اکثر اُس کے لکھنے والے کا پتہ بھی لگجاتا ہے اور جب کسی شخص پر ایک بار بھی شک ہوتا ہے تو شبہ رفع نہیں ہوتا اگر گمان غلط بھی ہو (جیسا کہ اکثر حالتوں میں دیکھا جاتا ہے) تو انسان مفت میں ناانصافی کا مرتکب ہوتا ہے۔

گمنام خطوط کے واسطے ذیل کے دو اصولوں پر عمل کرنا بہت مناسب ہوگا:-

(۱) کسی حالت میں گمنام خطوط نہ لکھئے۔

(۲) اگر کبھی آپ کو ایسا خط پہونچے تو فوراً اسکو چاک کر ڈالئے ممکن ہے کہ اسکا مضمون تضحیک آمیز اور بے انصافی سے پُر ہو۔ لیکن کسی کو اسکی اطلاع نہو کہ ایسا خط آیا ہے۔

مدعیان امن و امان

(از مولوی مصلح الدین احمد صاحب ایڈیٹر کاکوروی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

قصہ یہ ہے کہ کملا کوئی ایسی زیادہ سمجھدار عورتوں میں نہیں ہے اور نہ وہ زیادہ تعلیم یافتہ ہی ہے، اُسنے چوتھے درجہ تک پڑھ کر چھوڑ دیا تھا جسکا وہ آجتک مجھے طعنہ دیا کرتی ہے یعنے اسکی تعلیم ہماری شادی کی وجہ سے چھوٹی، اگرچہ وہ انگریزی اچھی طرح بول نہیں سکتی ہے تاہم اخبار بینی کرسکتی ہے اور اُن سے اپنے خیالات بگاڑ سکتی ہے، کیونکہ آپ خوب واقف ہیں کہ اس زمانہ کے اخبار کسی شمار قطار میں سمجھے نہیں جاتے تاوقتیکہ اُنمیں عورتوں کی تالیف قلوب کیلئے کچھ نہ کچھ موجود نہو، اُنمیں ایک صفحہ عورتوں کیلئے ضرور ہوتا ہے، جسپر وہ نہایت فخر کے ساتھ "ہماری خانگی زندگی" کا عنوان قائم کرتے ہیں، عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس صفحہ کا مدیر صنف لطیف کے طبقہ سے تعلق رکھتا ہے مگر زیادہ تر یہ مدیر عورت نما مرد ہوتا ہے جسکی زہر آلود تحریر عورتوں کی دماغی غذا بنتی ہے اور اسکے گندے جراثیم اُنکے عادات و اطوار کا جزو اعظم ہوکر رہجاتے ہیں۔

کملا بھی اس صفحہ کا مطالعہ سراپا شوق ہوکر کیا کرتی ہے خصوصًا غذا سے متعلق جو کچھ اسمیں ہوتا ہے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے دسترخوان پر وہی اقسام ہوتے ہیں جو اس صفحہ میں بتلائے گئے ہیں یعنے کچی ترکاریاں اور اُبلے ہوئے چاول کیونکہ چند بڑے گوشت خور لوگوں کی تحقیقات نے یہ ثابت کردکھایا ہے کہ یہ اغذیہ صحت کیلئے بہت مفید ہیں اور یہ عقیدہ قائم ہوگیا ہے کہ انکے کھانے سے جسم انسان کی نشو و نما خوب ہوتی ہے اور انسان توانا اور تندرست رہتا ہے، میرا خیال تو یہ ہے کہ ان تمام غذاؤں کے متعلق مشورہ دینے میں ہماری صحتوں اور تندرستیوں سے زیادہ کاتب تحریر کے پیش نظر خواتین کی اس محنت کو بچانا ہے جو امور خانہ داری کے سلسلہ میں انکو کرنا پڑتی ہے، اس وجہ سے کملا کو یہ بہت پسند بھی ہیں اور وہ بدل و جان اُنپر عمل بھی کرتی ہے۔

اگرچہ وہ صبح سویرے کافی تیار کرنے کیلئے اُٹھ بیٹھتی ہو — کیونکہ خدا معلوم صاحب تحریر نے کافی تیار کرنے کے خلاف فتویٰ کیوں صادر نہیں فرمایا، کاش وہ یہ بھی مشورہ دیدیتے کہ کافی کے کچے بیج منھ میں رکھکر اوپر سے گرم گرم پانی پیکر شکر پھانک لو اور پھر گرما گرم دودھ پی لو — اور کافی پی پلاکر سو رہتی ہے، مین دوپہر کے کھانے کے وقت اٹھتی ہے اور کھانے کی تیاری میں مصروف ہوجاتی ہے یعنے ترکاریوں کو دھوتی دھاتی ہے لاکر دسترخوان پر چُن دیتی ہے۔

سوائے اسوقت کے جبکہ کملا مسکراتے ہوئے چہرہ اور خمیدہ سر کے ساتھ ایک ادائے خاص سے ناچتی ہے ان تمام کاموں کے دوران مین میرا یہ حال ہوتا ہے کہ جیسے میں نے کسی کو محض ذراسی بات پر قتل کرڈالا ہے، لیکن میں اسمیں بھی خوش ہوں اسلئے کہ حوا کی بیٹیوں کی ان تمام شرارتوں سے جو اسکی رگ رگ میں بھری ہیں محفوظ رہتا ہوں یعنے کملا میری محدود آمدنی سے واقف ہوتے ہوئے روزانہ ایک نئی ساڑی کی فرمائش نہیں کرتی یا دُبلے ہونے کے خبط میں مبتلا نہیں ہے حالانکہ میری آرزو ہے کہ کملا دُبلی ہوجائے تاکہ اسکی ساڑی اور قمیض کے گھیر میں کپڑا کم صرف ہو۔

اب بتلایئے کہ اگر خدانخواستہ ایسا ہی سابقہ آپکو بھی پڑے اور اسی قسم کی شرارتیں آپکے ساتھ بھی کی جائیں اور آپ کے گھر والوں کی بھی غلط رہنمائی کی جائے اور اسی قسم کے خراب اور کچے کھانے آپ کو بھی زہر مار کرنا پڑیں تو آپ کیا کیجیے گا، میں تو سمجھتا ہوں کہ آپ بھی وہی کیجیے گا جو میں کرتا ہوں، یعنے مثل اس شاعر کے دنیا و مافیہا سے بےخبر اپنے کو گانے ہی میں مصروف رکھیے گا جو ساحل پر پانی میں پیر ڈالے ہوئے بیٹھا ہے اور جس کی آنکھیں سمندر کے بہتے ہوئے پانی کی سیر میں مصروف ہیں اور جسکے کان اس کی موجوں کے نغموں میں کھوئے ہوئے ہیں خصوصًا اس حال میں جبکہ آپ کا دل جذبات سے لبریز ہے اور جیب پیسہ سے خالی۔

لیکن آپ ٹھہر اتنا اور سمجھیے گا کہ ان غذائی (باقی صفحہ ۸ کالم ۲)

وطن کی خبریں

(ضروری:- اعزہ و احباب اور سب اہل وطن سے اور خیر خواہ وطن سے گزارش ہے کہ اپنے یہاں کی قابل اندراج خبریں اور اطلاعات دفتر میں وقتاً فوقتاً بھیج کر مشکور کرتے رہیں۔ "ایڈیٹر")

موسم:- اب دن کو دھوپ کافی تیز ہوتی ہے اور رات کو زیر آسمان سونا پڑتا ہے البتہ رات گئے کچھ خنکی محسوس ہوتی اور رضائی اوڑھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کئی دن سے ہوا میں غیر معمولی خنکی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قریب شام میں کہیں بارش ہوئی ہے۔ موسم ابھی خوشگوار ہے۔ آم کی فصل کو بہت زیادہ نقصان ہوا ہے۔ مور درختوں میں بکثرت آیا تھا لیکن سب ضائع ہو گیا۔ اب کی فصل نسبۃً بہت خراب ہے۔ قلمی و تخمی درختوں میں روپیہ میں ۲ر بھی بمشکل آم ہونے کی امید کی جاتی ہے۔

آب و ہوا:- کوئی خاص شکایت اس طرف نہیں سنی گئی۔ خداوند کریم کا شکر ہے۔

محفل میلاد:- ۸ر اپریل ۳۸ء بروز جمعہ ۹ بجے شب کو عبداللطیف، امیر حسن، فتح محمد، بھونڈو کے زیر انتظام جامع مسجد (کٹرہ بازار) میں بہت بڑی محفل میلاد "حضور سرور کائنات" منعقد کی گئی۔ قصبہ و بیرونجات کے بکثرت لوگوں نے شرکت کی۔ جناب حافظ شاہ اکرام علی صاحب نے بیان فرمایا۔ ختم بیان پر حاضرین کو تبرک تقسیم کیا گیا۔ ہم بانیان کو محفل کی کامیابی پر مبارکباد دیتے ہیں۔

سفر حج سے واپسی:- معلوم ہوا ہے کہ حاجی مولانا عبدالشکور صاحب (شیخ سعدی محلہ) ۸ر اپریل کی صبح کو فریضۂ حج اور زیارت سے فارغ ہو کر مع اپنے صاحبزادہ کے بعافیت لکھنؤ پہنچ گئے۔ اور ۱۰ر تاریخ کو اپنی والدہ کی قدمبوسی کے لئے کاکوری آئے تھے۔ ہم مولانا و انکے ہمراہیان کے بخیر معاودت پر ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

آل انڈیا مسلم لیگ کیلئے ڈیلیگیٹ:- ۱۷ و ۱۸ر اپریل ۳۸ء کو جو خصوصی اجلاس آل انڈیا مسلم لیگ کا بمقام کلکتہ ہونیوالا ہے اسمیں شرکت کیلئے یو۔ پی مسلم لیگ نے ضلع لکھنؤ سے منجملہ چھ ممبروں کے حسب ذیل دو ممبر کاکوری سے منتخب کیے ہیں۔ (۱) قاضی راشد علیخاں عباسی بی اے، (۲) مولوی سید محمد مشیر الدین۔ (رپورٹر)

کانگریس کا جلسہ:- معلوم ہوا ہے کہ ۳ر اپریل کو سہ پہر کے وقت برگدتلہ کانگریس کا جلسہ زیر صدارت حکیم احمد علی صاحب عرف چھدو ہوا تھا۔ حاضرین کی تعداد ۱۲-۱۵ سو بیان کی جاتی ہے جس میں قرب و جوار کے مواضعات سے بھی لوگ شرکت کیلئے آئے تھے۔ مقررین میں قابل ذکر منشی عزت علی صاحب (ناڑتلہ) منشی سعید احمد صاحب (تیجیہ تلہ) مولوی عبدالعلیم (لکھنؤ) ہیں۔ یہ بھی سنا گیا ہے کہ جلسہ ختم ہونے سے کچھ دیر قبل بابو گوپی ناتھ سریواستو اور بابو ترلوکی سنگھ بھی لکھنؤ سے آئے تھے اور گوپی ناتھ صاحب نے بھی تقریر کی تھی۔

خوشحال گنج کا جلسہ عام:- کاکوری پرگنہ مسلم لیگ کے زیر انتظام ۳ر اپریل کو ایک جلسہ موضع خوشحال گنج میں منعقد کیا گیا۔ جسمیں شرکت کیلئے لکھنؤ سے حضرت مآنی، منشی ضیاء الدین کرمانی ایم اے۔ مولوی فدا احمد عباسی سکریٹری ڈسٹرکٹ لیگ لکھنؤ آئے تھے۔ اور کاکوری سے قاضی راشد علی خاں عباسی بی اے، مولوی سید محمد مشیر الدین، منشی محب الرحمٰن علوی، سید عتیق الدین احمد، قاضی ارشد علی عباسی، حافظ محمد ایوب شرکت جلسہ کے لئے گئے تھے۔ بالاتفاق منشی امجد خانصاحب جلسہ کے صدر قرار پائے اور حافظ محمد ایوب نے تلاوت کلام پاک سے جلسہ کی کارروائی شروع کی۔ تلاوت کے بعد منشی محب الرحمٰن نے حضرت مآنی کا تعارف حاضرین سے کراتے ہوئے وقت کی ضرورت کو دیکھتے ہوئے مسلمانان موضع کو مسلم لیگ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہونے کی تلقین کی اسکے بعد حضرت مآنی نعرہ اللہ اکبر کی گونج میں تقریر کرنے کھڑے ہوئے اور اپنے دلچسپ انداز بیان میں مسلمانوں کو آپس میں اتفاق و اتحاد اور یکجہتی سے بسر کرنے اور اپنے قضیے جھگڑوں کو اپنے ہی طور پر ختم کر دینے کی ہدایت کی اسکے بعد مسلم لیگ کی ضرورت و اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے حاضرین سے مسلم لیگ میں شریک ہونے کی اپیل کی۔ مآنی صاحب کی تقریر سے حاضرین بہت متاثر ہوئے اور وعدہ کیا کہ موضع کے تمام مسلمان مسلم لیگ میں شریک ہو جائینگے۔ چنانچہ مولوی سید محمد مشیر الدین کی تحریک پر خود موضع کے لوگوں نے منشی امجد خاں کو

بالاتفاق جوائنٹ سکریٹری بنایا جانا طے گیا۔ جلسہ کامیابی کے ساتھ ۳ بجے کے بعد ختم ہوا۔ اس اجتماع کا اثر موضع کے لوگوں پر بہت اچھا ہوا اور بڑی دلچسپی کا اظہار کیا گیا۔ (رپورٹر)

مظفر کھیڑہ کے لوگ مسلم لیگ سے بہت دلچسپی کا اظہار کر رہے ہیں اور وہاں کے تقریباً سب لوگ ممبر بن چکے ہیں۔ شیخ نذیر حسن صاحب رئیس کی قیادت میں بہت سے حضرات شرکت جلسہ کے لیے ٹھیک دوپہر کو پیدل چلکر خوشحال گنج آئے تھے جو اُن لوگوں کی دلچسپی و ذوق و شوق پر دال ہے۔

صحت و سکون:- (۱) اطلاع ملی ہے کہ ۱۳ مارچ ۴۸ء کو جناب مولانا شاہ تقی حیدر صاحب قلندر کی آنکھ کا اپریشن کامیابی کے ساتھ ہو گیا۔ اور آنکھ اچھی قدرے ہوئی ہے۔ پٹی گذشتہ سنیچر کو کھل گئی۔ لیکن ڈاکٹر نے ابھی آٹھ دس دن خیرآباد میں ٹھہرنے کیلئے کہا ہے۔ خدا کرے بعافیت واپسی ہو۔

(۲) قاضی افتخار علیخانصاحب عباسی، بی۔ اے، کا مزاج بفضلہ تعالیٰ اب بالکل اچھا ہے ضعف بھی بتدریج رفع ہو رہا ہے۔

(۳) آگرہ کی ایک اطلاع سے معلوم ہوا ہے کہ الحاج خانصاحب انعام علیصاحب عباسی سفر سعادت سے واپسی کے بعد چار پانچ دن اچھے رہے دفعۃً اسہال کی شکایت ہو گئی تھی ایک ہفتہ کے بعد شکایت تو رفع ہو گئی لیکن کمزوری بہت ہو گئی اللہ تعالیٰ ضعف و اضمحلال کو جلد رفع فرمائے۔

(۴) بیوہ قاضی احترام علیخاں مرحوم کانج سے واپس آنے کے بعد معدہ خراب ہو گیا تھا اور دست آنے لگے تھے بغرض علاج لکھنؤ گئی ہیں۔ باریتعالیٰ تندرست فرمائے اور بخیریت واپس آئیں۔

علالتیں:- مولوی احمد حسن علوی بی۔ اے، کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ ہومیوپیتھک طریقہ علاج سے کچھ گلٹی میں کمی محسوس ہوتی ہے لیکن غذا پورے طور پر نہ ہونے سے ضعف بیحد ہو گیا ہے منہ سے مواد بھی خارج ہو رہا ہے جس کے متعلق پورے طور پر تشخیص نہیں ہو سکا کہ کہاں سے آتا ہے۔ خداوند کریم اپنا فضل و کرم فرمائے اور احمد حسن صاحب کو صحت کاملہ عطا کرے۔

(۲) اہلیہ مولوی احسن مجتبےٰ علوی کو ہومیوپیتھک طریقہ علاج سے بمقابلہ پہلے کے سکون ہونا بیان کیا جاتا ہے لیکن ابھی مرض کا بالکلیہ رفع ہونا نہیں معلوم ہوتا الرحمن الرحیم تندرست فرمائے۔

(۳) اہلیہ قاضی راشد علی خاں عباسی، کو درد گردہ کا جو دورہ ہوا تھا اُسکی تکلیف کم ہے لیکن ابھی باقی ہے۔ پرہیز و علاج جاری ہے۔ تشخیص شکایات کیلئے لکھنؤ لیڈی ڈاکٹر کو دکھانے گئی تھیں۔ مس ڈگلس نے گردوں کی خرابی تجویز کی ہے۔ صحیح رائے پیشاب کے امتحان ہونے کے بعد قائم ہو گی خداوند کریم صحت عطا فرمائے۔

(۴) سنا گیا ہے کہ اہلیہ منشی احترام علیصاحب (ناظر) کی طبیعت دفعۃً بہت خراب ہو گئی۔ معدہ کی شکایت سنی گئی۔ حکیم عبد المجید صاحب (لکھنؤ) کا علاج ہے۔ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

(۵) والدہ مولوی خلیل احمد عباسی، ہنوز لکھنؤ میں ہیں۔ ڈاکٹری علاج سے کچھ فائدہ نہیں ہوا تو یونانی علاج شروع ہوا ہے معلوم ہوا کہ کوئی شدید دورہ قلب کا نہیں ہوا ضعف و اضمحلال ابھی بہت ہے باری تعالیٰ صحت و تندرستی کے ساتھ واپس لائے۔

انتقال:- (۱) امتیاز علیخاں خویش عبد الغفار خانصاحب (مغل محلہ) کا انتقال ۱۰ مارچ ۴۸ء کو طویل علالت کے بعد ہو گیا۔ مرحوم کے دفن کے بعد (جس سے ۱۰ بجے شب کو فراغت ہوئی تھی) لوگ مکان واپس آئے تو معلوم ہوا کہ مرحوم کی ضعیفہ والدہ بیٹے کی مفارقت کی تاب نہ لا سکیں اور گھر سے جنازہ اُٹھنے کے بعد اُنکی روح بھی پرواز کر گئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ ماں و بیٹے کی مغفرت فرمائے اور دونوں کی روحوں کو دائمی سکون حاصل ہو۔ ہم کو ان حادثات میں عبد الغفار خانصاحب و مرحومین کے دیگر اعزا سے دلی ہمدردی ہے اور ہم اللہ تعالیٰ سے سب کو صبر جمیل عطا فرمانے کی دعا کرتے ہیں۔

(۲) ہمکو یہ سنکر دلی رنج و قلق ہوا کہ ۲۵ مارچ ۴۸ء کو منشی مشیر احمد علوی بی۔ اے کی نوعمر لڑکی قضا کر گئی۔ سال رواں میں یہ تیسری بچی تھی جسکا صدمہ مشیر احمد صاحب کو ہوا ہے۔ ہم بچی کے والدین سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے صبر و سکون حاصل ہونے کی دعا بارگاہ رب العزت میں کرتے ہیں۔

متفرقات:- (۱) حسب اعلان ۱۳ اپریل ۴۸ء کو صبح ۱۰ بجے بمقام ابرار منزل ماہانہ مشاعرہ "بزم ادب"

(باقی صفحہ ۴ کالم ۲ پر)

یونائیٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ میں باہتمام سید توسل حسین چھپا کر دفتر کاکوری اخبار (مولوی محلہ) لال املی سے سید محمد مشیر الدین نے شائع کیا